Tarjihaat
Volume: III
Issue: II
February 2023
فروری ۲۰۲۳
آن لائن ادبی رسالہ
ترجیحات
ISSN: 2583-0082

محمد عرفان رضا
ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، ممبئی یونیورسٹی

امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کے امتیازات

نعت عربی کا ثلاثی مجرد مصدر ہے جس کا لغوی معنی تعریف کرنا ہے۔ اصطلاح میں نعت اس صنف سخن کو کہتے ہیں جس میں نبی اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جائے۔ نعت کی تعریف ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے ان الفاظ میں کی ہے:

> "نعت کا لفظ اپنے لغوی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے۔ لیکن ادبیات اور اصطلاحات شاعری میں نعت کا لفظ اپنے مخصوص معنی رکھتا ہے۔ یعنی اس سے صرف آنحضرت ﷺ کی مدح مراد لی جاتی ہے، اگر آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے بزرگ یا صحابی و امام کی تعریف بیان کی جائے تو اسے منقبت کہیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی مدح چوں کہ نثر میں بھی ہو سکتی ہے اور نظم میں بھی اس لیے اصولاً آنحضرت ﷺ کی مدح سے متعلق نظم و نثر کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا۔ لیکن اردو فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت ﷺ کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے"۔(۱)

نعت گوئی کی تاریخ بہت قدیم ہے کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالی نے عرش اعظم پر محمد ﷺ لکھا اسی وقت سے نعت کی ابتدا ہوئی۔ قدیم کتب آسمانی میں سرکار دوعالم ﷺ کا تذکرہ اور اوصاف حمیدہ کا بیان موجود ہے جو نعت کی ارتقا ہے۔ یوں ہی انبیاے کرام علیہم السلام نے اپنے امتیوں سے جو آپ کا ذکر جمیل کیا وہ بھی اسی صف میں شامل ہے۔ قرآن عظیم فرقان حمید کی متعدد آیتیں خالص نعت ہیں۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

بعثت نبوی ﷺ کے قبل ہی سے لغوی معنی میں نعت کی متعدد شکلیں نظر آتی ہیں۔ البتہ اصطلاحی معنی میں پہلی باقاعدہ نعت کے بارے میں اختلاف ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ اس صنف سخن سے وہی لوگ سیراب ہوئے جن پر خاص فضل الٰہی ہوا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام ان میں سرفہرست ہے۔ یہ وہی ذات مبارکہ ہے جن کو دعا دیتے ہوئے سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللھم ایدہ بروح القدس۔ نعت کہنے والی مبارک جماعت میں صحابۂ کرام میں سے حضرت کعب بن زہیر، حضرت ابو بکر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت زید رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ امام بوصیری، مولانا جامی، فرید الدین عطار، مولانا رومی، شیخ سعدی، انوری، خاقانی اور امیر خسرو، جیسے ماہرین علم و ادب نے عربی اور فارسی زبان میں

نعتیہ شاعری کی اور عشاق کی دلوں کے راحت کا سامان فراہم کیا۔اردو زبان میں تقریباً تمام شعرا نے نعت کے اشعار کہے۔ ملحوظ رہے کہ اس سلسلے میں پرستان دیر بھی اصحاب حرم کے ساتھ ساتھ رہے اور اپنے کلام میں نبی رحمت ﷺ کا ذکر جمیل کیا۔اردو میں نعتیہ شاعری کے حوالے سے کرامت علی شہیدی، محسن کاکوروی،امیر مینائی، مولانا کفایت اللہ کافی، نیاز بریلوی، مولانا احمد رضا بریلوی اور مولانا حسن بریلوی وغیرہ مشہور ہیں۔

اردو نعت گو شعرا میں امام احمد رضا کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔اس کی کئی وجوہ بیان کی جاسکتی ہیں۔پہلی وجہ تو یہ کہ آپ نعت رسول مقبول ﷺ کے اصول سے کما حقہ واقف تھے اور اپنے کلام میں شریعت مطہرہ کا پاس اور لحاظ کرتے تھے ۔حقیقت تو یہ ہے کہ نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے ذرا سا قدم لڑکھڑایا اور ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے:

نعتِ شہ کونین کا لکھنا نہیں آساں
لغزش ہو تو ایمان کے جانے کا خطر ہے

اس سلسلے میں خود فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

" حقیقتاً نعت شریف لکھنا بڑا مشکل کام ہے جس کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے۔اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہونچ جاتا ہے،اور کمی کرتا ہے تنقیص ہوتی ہے۔البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے"۔(۲)

اپنی نعتیہ شاعری میں شریعت مطہرہ کی پاسداری کے متعلق امام احمد رضا اپنی رباعی میں فرماتے ہیں:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

نعت گو شعرا میں انفرادیت کی دوسری وجہ مولانا احمد رضا کا عشق رسول ﷺ ہے۔یوں تو ہر مسلمان سرکار دوعالم ﷺ سے عقیدت و محبت رکھتا ہے۔مگر اس جذبے کو عشق کی حد تک نبھانا سب کے بس کی بات نہیں اور اس عشق میں ڈوب کر شاعری کرنا اعلیٰ کمال ہے کیوں کہ یہ محبوب رب العلمین کی بات ہے۔جن کا ادب ہمیں قرآن مجید سکھاتا ہے اور ہمیں خبر دار کرتا ہے کہ اس بارگاہ ناز میں ادب سے رہو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

باخدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار

مگر یہی عشق جب کسی عاشق صادق کے کلام میں نظر آتا ہے تو مشام جاں معطر ہو جاتی ہے۔مولانا احمد رضا کے شب و روز اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ وہ سچے عاشق رسول تھے، یہی وجہ ہے کہ فاضل بریلوی کی شاعری میں جو والہانہ پن اور عقید

ت ومحبت کی فضا نظر آتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔آپ کے کلام کو پڑھنے کے بعد دل کی عجب کیفیت ہو جاتی ہے۔کچھ متفرق اشعار ملاحظہ فرمائیے اور اپنے قلب کو مستفیض کیجیے:

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھوٹے سستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے

جان ہے عشق مصطفی روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

نعتیہ شاعری میں ’جذبات نگاری‘ بہت اہم ہے۔یہ جذبات ہی ہے جو لفظوں کو ایسا پیکر عطا کرتا ہے کہ وہ شعر کے اعلیٰ مدارج تک پہنچ جاتا ہے۔دراصل جذبات نگاری تقدیسی شاعری میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔کہا جاتا ہے کہ شعر کی صوری خصوصیت جو بھی ہو لیکن اگر اس میں جذباتیت نہیں ہے تو شعر اثر آفرینی کی منزل کو نہیں پہنچ سکتا۔امام احمد رضا کے وہاں جذبات نگاری بدرجہ اتم موجود ہے،بطور خاص نبی مکرم ﷺ سے ان کی والہانہ عقیدت و محبت جذبات نگاری میں ان کی معاون ہے۔مولانا احمد رضا کی جذبات نگاری دیکھیں :

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

شمع طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہم کو

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

مولانا احمد رضا کے یہاں تشبیہات و استعارات کا استعمال بڑی خوبصورتی اور مہارت سے ہوا ہے۔یہاں یہ ملحوظ رہے کہ نعتیہ شاعری کی تشبیہ عشقیہ شاعری سے الگ ہوتی ہے۔چوں کہ یہاں اس بات کا التزام رکھنا پڑتا ہے کہ تشبیہ ایسی ہو جو نعتیہ تقدس کو برقرار رکھے۔آپ کے مشہور زمانہ سلام کا ایک شعر ہے:

ریش خوش معتدِل مرہم ریش دل

ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں مولانا احمد رضا نے حضور اکرم ﷺ کی ریش مبارک کو چاند کے ارد گرد جو ہالہ بنا ہوتا ہے اس سے تشبیہ دی ہے۔ چند نادر تشبیہات دیکھیں:

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم

قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا

سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

مولانا احمد رضا کے یہاں لطیف اور پاکیزہ استعارے کی کثرت ہے ان کے مقبول زمانہ سلام میں تو ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت استعارے استعمال ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کلام میں بھی استعاروں کا خوبصورت استعمال ہے۔ مولانا احمد رضا کی شاعری میں استعارہ دیکھیں:

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے

زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد

اے خضر لے خبر اے ماہ لے خبر

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب

سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

عام طور پر نعت کہنے والا شاعر مدینہ منورہ کے متعلق ضرور اشعار کہتا ہے۔ یہ اشعار اس کے دلی کیفیات اور مدینہ منورہ سے اس کی عقیدت و محبت کے مظہر ہوتے ہیں۔ شاعر کہیں مدینہ منورہ سے ہجر کا تذکرہ کرتا ہے تو کہیں شہر طیبہ جانے کی آرزو، کہیں وہاں کے در و دیوار کا ذکر کرتا ہے تو کہیں نبی مکرم ﷺ سے اس کی نسبت کو بیان کرتا ہے۔ مولانا احمد رضا نے بھی مدینہ طیبہ کے حوالے سے کئی اشعار کہے ہیں۔ جو ان کی مدینہ طیبہ سے عقیدت و محبت کی عکاس ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

Tarjihaat
Volume: III
Issue: II
February 2023
فروری ۲۰۲۳
آن لائن ادبی رسالہ
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
WORLD URDU RESEARCH & PUBLICATION CENTRE
ورلڈ اردو ریسرچ اینڈ پبلی کیشن سینٹر
WURNP

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

بجا تھا عرش پہ خاک مزار پاک کو ناز
کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

مولانا احمد رضا کی انفرادیت کی ایک اہم وجہ ان کی قادر الکلامی ہے۔ حدائق بخشش (نعتیہ دیوان) کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا نے کتنی سنگلاخ زمین میں نعت کہی ہے۔آپ کی مشہور زمانہ نعت (جو چار زبانوں میں ہے) کو دیکھنے سے کہیں ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ مختلف زبان کی وجہ سے شاعر کو کہیں ردیف و قافیہ کی دقت پیش آئی ہو یا مضمون بیان کرنے میں کہیں دشواری ہوئی ہو، حقیقت تو یہ ہے کہ اس نعت پاک کی روانی کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی زبان میں کہی ہوئی نعت ہے:

لم یَاتِ نَظیرُکَ فِی نَظرِ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تیرے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
اَلبَحرُ عَلاوَالمُوجُ طَغٰیمن بیکس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا

اسی طرح امام احمد رضا کا قصیدہ معراجیہ (جو 67اشعار پر مشتمل ہے) بھی آپ کی زبان دانی اور قادر الکلامی کی اعلیٰ مثال ہے:

وہ سرور کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے
اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٔ اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

مذکورہ قصیدے کے بارے میں ڈاکٹر مسعود احمد رقم طراز ہیں:

"اردو قصیدوں میں ان کا قصیدۂ معراجیہ ان کی شاعری کا کمال بھی ہے اور شباب بھی۔اس کی نظیر پوری اردو شاعری میں نہیں، جو پڑھتا ہے پھڑک اٹھتا ہے، جو سنتا ہے سر دھنتا ہے۔اگر رضا بریلوی یہی ایک

Tarjihaat
Volume: III
Issue: II
February 2023
فروری ۲۰۲۳
آن لائن ادبی رسالہ
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
WORLD URDU RESEARCH & PUBLICATION CENTRE
ورلڈ اردو ریسرچ اینڈ پبلی کیشن سینٹر
WURNP

قصیدہ لیکر میدان شاعری میں اترتے تو سب شاعروں پر گویا سبقت لے جاتے۔ایسا مرصع قصیدہ راقم نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں نہ دیکھا نہ سنا“۔(۳)

دراصل مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری کے امتیازات پر خامہ فرسائی کے لیے ایک دفتر کے ضرورت ہے۔ان کے کلام کا حسن تغزل، محاکات، تشبیہات و استعارات، قوت تخیل، معنی آفرینی،سادگی، کہاوتوں اور محاوروں کا خوبصورت استعمال وغیرہ ان کو اردو نعتیہ شاعری کا منفرد شاعر بناتا ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

حواشی

1. اردو کی نعتیہ شاعری،ڈاکٹر فرمان فتح پوری، صفحہ 21
2. الملفوظ، حصہ دوم، مولانا مصطفی رضا، صفحہ نمبر 40
3. آئینہ رضویات، حصہ سوم، پروفیسر محمد مسعود، صفحہ نمبر 130

موبائل نمبر 7275321996/
ای میل mohammadirfanraza333@gmail.com

***